رسائل و مسائل

اسلامی حکومت یا "فرقہ وارانہ حکومت"

سوال - مولانا حسین احمد صاحب مدنی مرحوم کی تصنیف "نقش حیات" کی بعض قابل اعتراض عبارتوں کے بارے میں آپ سے پہلے خط و کتابت ہوئی تھی۔ اس کے بعد میں نے مولانا مرحوم کو بعض دوسری عبارتوں کی طرف توجہ دلائی تھی اور انہوں نے وعدہ فرما لیا تھا کہ وہ آئندہ ایڈیشن میں قابل اعتراض عبارتوں کو یا تو بالکل تبدیل فرما دیں گے یا اس میں ایسی ترمیم فرمائیں گے کہ کسی کو ان کی طرف غیر اسلامی نظریات کے منسوب کرنے کا موقع نہ مل سکے گا۔ مولانا کا جواب اس سلسلے میں درج ذیل ہے:

"یہ اعتراض کہ حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سیکولر اسٹیٹ بنانے کا ارادہ کرنے والا اور صرف انگریزوں کا نکالنے والا میں قرار دیتا ہوں، بالکل خلافِ واقعہ اور تصریحات سے روگردانی ہے۔ بہر حال یہ نتیجہ نکالنا صحیح نہیں اور اگر بالفرض کوئی عبارت ایسی ہے جس کی دلالت مطابقی یہی ہے، دوسری توجیہ اس میں نہیں ہو سکتی تو وہ غلط ہے۔ ہندوستان کی حکومت کے شرمناک کارناموں سے مجھے انکار نہیں، پھر میں کس طرح اس کو دارالاسلام قرار دے سکتا ہوں؛ لیکن "فرقہ وارانہ حکومت اور سیکولر اسٹیٹ کے درمیان بھی تو ایسی صورتیں ہیں جن کو اسلام قبول کر سکتا ہے۔ مغلیہ حکومت کو دیکھیے اور غور فرمائیے۔"

مولانا مرحوم کے جواب سے اس بات کی خوشی ضرور ہوئی کہ حضرت مولانا دارالکفر کو دارالاسلام نہیں سمجھتے، مگر اس کا افسوس بھی ہوا کہ میں "نقش حیات" کی تصریحات اور مولانا کے اس جواب میں کوئی مطابقت نہیں پاتا۔ میں اس سلسلہ میں ابھی مزید خط و کتابت کی ضرورت محسوس کرتا ہوں۔"

جواب: یہ دیکھ کر مجھے بھی بہت خوشی ہوئی کہ مولانا حسین احمد صاحب مرحوم کم از کم ہندوستان کی موجودہ حکومت کو تو دارالاسلام قرار نہیں دیتے اور وہاں کی موجودہ حکومت کے "شرمناک" کاموں سے انہوں نے اظہارِ براءت فرمایا ہے۔ لیکن جیسا کہ آپ نے بھی محسوس کیا ہے، ان کی کتاب "نقشِ حیات" کی ایک دو نہیں متعدد عبارتیں ایک بہت ہی گمراہ کن نظریہ پیش کرتی ہیں۔ اس لیے ایک مجمل تردید یا استدراک کے بجائے اس نظریہ کی مفصل تردید اور اس سے کلی براءت کی ضرورت ہے۔ مولانا مرحوم حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے جہاد کا مقصد یہ بتاتے ہیں کہ بس ہندوستان اس بدیشی قوم (انگریز) کے مظالم سے پاک ہو جائے اور "اس کے بعد ہندو اور مسلمان مل کر بادشاہت کے لیے جس کو مناسب سمجھیں منتخب کریں" حالانکہ اس کے ثبوت میں حضرت شہید کے جس خط کو وہ پیش کرتے ہیں، وہ ہندو مسلمانوں کی مشترک حکومت کے تخیل سے بالکل خالی ہے۔ پھر وہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات کا، جنہیں خود انہوں نے نقل کیا ہے، بالکل الٹا مطلب یہ نکالتے ہیں کہ "اگر کسی ملک میں سیاسی اقتدار اعلیٰ کسی غیر مسلم جماعت کے ہاتھوں میں ہو لیکن مسلمان بھی بہرحال اس اقتدار میں شریک ہوں اور ان کے مذہبی و دینی شعائر کا احترام کیا جاتا ہو تو وہ ملک حضرت شاہ صاحب کے نزدیک بے شبہ دارالاسلام ہوگا اور ازروئے شرع مسلمانوں کا فرض ہوگا کہ وہ اس ملک کو اپنا ملک سمجھ کر اس کے لیے ہر نوع کی خیرخواہی اور خیراندیشی کا معاملہ کریں۔" اس پر بھی وہ بس نہیں کرتے بلکہ یہ عجیب و غریب دعویٰ کرتے ہیں کہ سلطنتِ مغلیہ کے دورِ زوال میں جن علماء نے بھی اصلاحِ احوال کی کوشش کی "ان کا مقصد ملک کی خوشحالی، امن و امان، سکون و اطمینان، ظلم و جور کی بیخ کنی، اور خلقِ خدا کی عام رفاہیت و بہبودی تھا، ان کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی کہ حکومت مسلمان کی ہو یا غیر مسلم کی۔" اس سے آگے بڑھ کر انتہائی گمراہ کن بات جو انہوں نے لکھی ہے، اور غضب یہ ہے کہ حضرت سید احمد شہیدؒ کی طرف بالکل غلط طور پر منسوب کر کے لکھی ہے، وہ یہ ہے:

"اعلاءِ کلمۃ اللہ کا ذریعہ صرف یہی نہیں ہے کہ ایک "فرقہ وار" گورنمنٹ قائم کی جائے اور خود حاکم بن کر دوسرے برادرانِ وطن کو اپنا محکوم بنایا جائے، بلکہ اس کا سب سے زیادہ موثر طریقہ یہ ہے کہ

برادرانِ وطن کو سیاسی اقتدار میں اپنا شریک کرکے اسلامی فضائل اخلاق سے ان کے دلوں کو فتح کیا جائے۔" (نقشِ حیات جلد دوم ص۱۵۱)

یہ عبارت جس سے اسلامی حکومت کے تخیل ہی کی جڑ کاٹ دیتی ہے اور ایک ایسا نظریہ پیش کرتی ہے جو اسلامی نظریۂ ریاست کی بالکل ضد ہے۔ اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ جہاں مسلم اور غیر مسلم ملے جلے آباد ہوں وہاں اسلام کی حکومت قائم کرنا اگر غلط نہیں تو مرجوح طریقہ ضرور ہے۔ ایسی حکومت کو مولانا اسلامی حکومت سمجھنے کے بجائے بار بار ایک "فرقہ وار حکومت" کے نام سے یاد فرماتے ہیں، اور برادرانِ وطن کو محکوم بناکر خود حاکم بن جانا، ان کی نگاہ میں اگر زیادتی نہیں تو کم از کم نامناسب تو ہے ہی۔ وہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے افضل اور اعلیٰ طریقہ اس کو سمجھتے ہیں کہ مسلم اور غیر مسلم کی مشترک حکومت بنائی جائے، جو بہر حال اسلامی حکومت نہ ہوگی، اور صرف فضائلِ اخلاق سے غیر مسلموں کا دل موہنے کی کوشش کی جائے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ خلافتِ راشدہ کی پوزیشن پھر کیا ہے، جس میں غیر مسلموں کی آبادی ۸۰-۹۰ فی صدی سے کم نہ تھی، مگر اس کے باوجود "فرقہ وار گورنمنٹ" قائم کرکے مسلمان خود حاکم بن بیٹھے تھے، اور غیر مسلموں کو سیاسی اقتدار میں شریک کرنے کے بجائے اپنا محکوم انہوں نے بنالیا تھا؟ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ اس کی زد خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی پڑتی ہے جنہوں نے "برادرانِ وطن" کو اقتدار میں شریک نہیں کیا تھا اور اسلام کی خالص "فرقہ وار گورنمنٹ" قائم کردی تھی۔ کیا مولانا یہ فرمائیں گے کہ حضورؐ نے اعلاء کلمۃ اللہ کا بہتر اور زیادہ مؤثر طریقہ چھوڑ کر ایک کمتر درجہ کا طریقہ اختیار فرمایا؟ یہی وہ باتیں ہیں جن کی بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ ہندو اقتدار کی آمد پر اس کے ساتھ مصالحت کرنے میں مولانا حسین احمد صاحب مرحوم جتنی دُور چلے گئے ہیں اتنی دُور تو انگریزی اقتدار کے ساتھ مصالحت کرنے میں سر سید اور اس کے ساتھی بھی نہ گئے تھے۔ یہ خیالات تو اسلام کے متعلق مسلمانوں کے اصولی نقطۂ نظر تک کو بدل ڈالیں گے اور ایک مسلمان ان کو قبول کرنے کے بعد رسولؐ و اصحابِ رسول صلوات اللہ علیہم اجمعین کے مقابلے میں ہندوستانی سیکولرزم کے بانیوں کو زیادہ انصاف پسند سمجھنے لگے گا۔

مولانا مرحوم کی یہ مداہنت میری نگاہ میں ایک بہت بڑا مظلمہ ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ انہیں اس پر معاف فرمائے اور عامۃ المسلمین کو ایسے غلط نظریات کے بُرے اثرات سے بچائے۔

بیع سَلَم

سوال :- آج کل کاروبار اور تجارت میں پیشگی سودوں کا رواج عام ہے یعنی بعض اجناس وغیرہ کا نرخ پہلے طے کر لیا جائے اور لین دین بعد میں ہوتا ہے بعض علماء اسے بیع سَلَم قرار دے کر جائز ٹھیراتے ہیں۔ لیکن بیع سَلَم کی تعریف عام طور پر معلوم نہیں ہے۔ براہِ کرم اس کی تعریف اور شرائط وغیرہ واضح طور پر تحریر کریں تاکہ خرید و فروخت کے معاملات میں جواز و عدم جواز کا فیصلہ کرنے میں آسانی ہو اور لاعلمی کی بنا پر کوئی غلط یا ممنوع کارروائی صادر نہ ہونے پائے۔

جواب :- شریعت میں بیع سَلَم سے مراد ایسی خرید و فروخت ہے جس میں قیمت تو نقد ادا کر دی جائے لیکن اس کے عوض مال ایک متعین مدت کے بعد وصول کیا جائے۔ اس کے جائز اور صحیح ہونے کے لیے حدیث اور فقہ کی رُو سے جو شرائط لازم ہیں، ان میں سے اہم ترین شرائط، جن پر قریب قریب اتفاق ہے ذیل میں درج ہیں :

(۱) مال اور اس کی قیمت کا ٹھیک ٹھیک اور واضح تعین کیا جائے۔ جنس، اس کا وزن، اس کی نوعیت اور قسم وغیرہ کی ایسی تشریح کر دی جائے کہ بعد میں اشتباہ یا اختلاف یا نزاع کی گنجائش نہ رہے۔

(۲) مال ایسا ہونا چاہیے کہ اس نمونے یا اس قسم کا مال سودا کرتے وقت بازار میں بسہولت دستیاب ہو، یا عنقریب دستیاب ہو جانے کی توقع ہو۔

(۳) جتنی مدت کے بعد مال وصول ہوگا، اس مدت کا بھی ٹھیک تعین ہو۔

(۴) قیمت بھی بالکل معین اور مقرر ہو اور سودا کرتے وقت پیشگی ادا کر دی جائے۔

(۵) سودے میں مال کی واپسی اور بیع کی منسوخی کی شرط نہ ہو۔

(۶) اگر مال کے حمل و نقل میں دقّت اور مصارف کا سامنا ہو تو پھر اس مقام کا بھی تعین ضروری ہے جہاں وہ مال مشتری کے سپرد کیا جائے گا۔